R. No. 2186/57 | Regd. No. L. 922.

انجمن ترقی اردو ہند کا ہفتہ وار اخبار

ہماری زبان

Date
1-8-15-22

Phone—29
Annual Rs. 5/-
per Copy-15 P.

جلد ۲۷ - شمارہ ۷ | ایڈیٹر آل احمد سرور | ۱۵ر فروری ۱۹۶۸ء

اداریہ

کچھ غالب کی صد سالہ برسی کے بارے میں

غالب کے انتقال کو ننانوے سال ہو گئے۔ اگلے سال ان کی صد سالہ برسی منائی جائے گی۔ صد سالہ برسی کی تیاریاں خاصے بڑے پیمانے پر مختلف حلقوں کی طرف سے شروع ہو گئی ہیں۔ ہمارے علم کے مطابق ہندوستان میں مرکزی غالب کمیٹی جس کی صدر وزیر اعظم اندرا گاندھی اور جس کے سکریٹری وزیر برقیات جناب فخر الدین علی احمد ہیں، تقریبات کا خاصا بڑا پروگرام بنا رہی ہے، نیز یہ بھی کوشش کر رہی ہے کہ مختلف اداروں کے کام کو مربوط کیا جائے۔ انجمن ترقی اردو ہند، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، عثمانیہ یونی ورسٹی، دہلی یونی ورسٹی، بمبئی غالب کمیٹی، اتر پردیش غالب کمیٹی، جموں و کشمیر غالب کمیٹی نے اپنے اپنے پروگرام کا اعلان کر دیا ہے ہماری زبان میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ یہ پروگرام زیادہ تر غالب کی تصانیف کے بہتر ایڈیشنوں اور غالب کے متعلق کتابوں پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ سیمناروں اور یادگاری جلسوں کا بھی پروگرام ہے۔ مرکزی کمیٹی غالب میموریل ہال بھی بنانا چاہتی ہے۔ سوویٹ یونین کی طرف سے علاوہ دوسری تقریبات کے ایک کتاب بھی غالب پر شائع ہوگی جس میں روس کے ہندوستانی زبانوں کے عالموں اور ہندوستان کے کچھ ممتاز اردو ادیبوں کے مضامین ہوں گے۔ دوشنبہ یونی ورسٹی غالب کے فارسی کلام کا انتخاب مع روسی زبان میں ترجمے کے شائع کرنے والی ہے۔ امریکہ میں چودھری محمد نعیم کی کوشش سے کئی امریکن یونی ورسٹیوں نے ایک کمیٹی بنائی ہے جو غالب پر انگریزی میں مضامین لکھوائے گی اور ان مضامین کو مع غالب کی غزلوں کے انگریزی ترجمے کے شائع کرے گی۔ ساہتیہ اکاڈمی، رالف رسل اور خورشید الاسلام کی انگریزی میں غالب کی زندگی اور خطوط پر کتاب اور پروفیسر مجیب کا غالب پر انگریزی میں کتابچہ شائع کرے گی، نیز سولہ زبانوں میں غالب کے اردو کلام اور اردو خطوط کے انتخاب کا ترجمہ مع ایک مقدمے کے شائع کرے گی۔ جہاں تک ہماری معلومات ہیں پاکستان میں مجلس یادگار غالب اردو دیوان غالب کا مستند اول نسخہ، کلیات نظم فارسی تین حصوں میں عود ہندی اور اردوئے معلّیٰ کے نئے ایڈیشن، نسخۂ حمیدیہ کا نیا ایڈیشن، تنقید غالب کے سو سال اور غالب میری نظر میں شائع کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ انگریزی میں بھی غالب پر ایک کتاب لکھنے کا فیاض محمود صاحب کا پروگرام ہے۔ پاکستان میں بعض دوسرے ادارے بھی اپنا پروگرام بنا رہے ہیں۔ پروفیسر حمید احمد خاں وائس چانسلر پنجاب یونی ورسٹی اس سلسلے میں خاص دلچسپی لے رہے ہیں۔ جن لوگوں کا خیال ہے کہ ۱۹۶۹ میں کتابیں تو کم شائع ہو پائیں گی، ہاں جلسے اور مشاعرے بہت سے ہو جائیں گے، وہ ہمارے نزدیک قنوطی یا کلبی ہیں۔ بہرحال امید یہ ہے کہ نہ صرف غالب کی ساری تصانیف کے بہتر اور زیادہ مستند ایڈیشن اس موقع پر سامنے آجائیں گے، بلکہ غالب پر نئی کتابیں بھی شائع ہوں گی۔ "رفتار" کے کالم میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ غالب کی نئی سوانح عمری اور غالب پر نئی تنقید کی خاص طور پر ضرورت ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ضرورت مسلّم ہے لیکن ہمارے خیال میں اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ غالب کے منتخب کلام کا ترجمہ ہندوستان کی تمام زبانوں میں ضرور شائع ہو اور اس کے علاوہ انگریزی، جرمن، روسی، فرانسیسی اور دوسری عالمی زبانوں میں بھی شائع ہو۔ اردو کے اس عظیم المرتبت شاعر کی صد سالہ برسی بہرحال اس طرح منائی جائے کہ اردو شاعری کے جواہر پاروں کا دنیا کو اور علم ہو اور اس زبان کی قدر و منزلت بڑھے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اس زبان کی بقا اور ترقی کے لیے اور زیادہ کوشش کریں جس نے غالب جیسا شاعر پیدا کیا۔ ہمارے ملک میں تقریروں، جلسوں، مشاعروں اور دھوم دھام پر زیادہ توجہ ہوتی ہے۔ ان باتوں میں کوئی حرج نہیں مگر شرط یہ ہے کہ ان کے ساتھ غالب کی تصانیف کے بہتر ایڈیشنوں اور غالب پر بہتر کتابوں کے شائع کرنے کا پروگرام بہرحال پورا ہو۔ جس میں ایک طرف علمی ضرورت رفع ہو، دوسری طرف عوامی پہلو کا بھی لحاظ رہے۔ وقت کم ہے اس لیے دونوں باتوں کا لحاظ رکھ کر کام کرنا چاہیے اور مرکزی کمیٹی کے ذریعے سارے کام کو مربوط بھی کرنا چاہیے تاکہ تکرار سے بچا جا سکے۔

تاج گنج (آگرہ) میں نظیر اکبرآبادی کی برسی منائی گئی

آگرہ :- آگرہ کے عوامی شاعر نظیر اکبرآبادی کا ان کے مقبرہ واقع تاج گنج میں ایک عرس ہوا۔ اور ہر شعبۂ زندگی کے لوگوں نے نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔ بزم نظیر کے صدر میکش اکبرآبادی نے صدارتی خطبہ پڑھا۔ تقریب کا افتتاح کرتے ہوئے یوپی کے محکمۂ تعلیم کے ڈپٹی ڈائرکٹر ہری شنکر شرما نے کہا کہ آگرہ نے کئی شاعر اور سماجی مصلح پیدا کئے ہیں لیکن نظیر اکبرآبادی کو ان میں انوکھا مقام حاصل تھا اپنی زندگی نہایت غربت میں گذارتے ہوئے انھوں نے فرقہ وارانہ میل ملاپ کے لیے کام کیا ان کی زندگی اس میل ملاپ کا شاندار نمونہ تھی۔ انھوں نے تجویز پیش کی کہ نظیر کے لیے بہترین نذرِ عقیدت یہ ہو سکتی کہ ان کی ایک موزوں یادگار تعمیر کی جائے (ریاست)

جشنِ غالب کے سلسلے میں بین اقوامی سیمنار

بنارس :- اترپردیش میں جشن غالب کے پروگراموں کے سلسلے میں جن کا سلسلہ سال بھر تک جاری رہے گا سب سے اہم پروگرام غالب پر ایک بین اقوامی سیمنار ہوگا جس میں عراق، ایران، پاکستان برطانیہ، روس اور امریکہ کی ممتاز ادبی شخصیتوں کی شرکت بھی متوقع ہے۔ (قومی آواز لکھنؤ)

امریکی یونیورسٹیوں میں مرزا غالب کی صد سالہ برسی منائی جائے گی

امریکی یونی ورسٹیاں برِعظیم پاک و ہند کے مشہور اردو اور فارسی کے شاعر مرزا اسد اللہ خاں غالب کی سوویں برسی کے موقع پر ایک وسیع پروگرام تیار کر رہی ہیں جس کے مطابق نہ صرف امریکی دانشور اس عظیم شاعر کو خراجِ عقیدت پیش کر رہے ہیں بلکہ برصغیر کے نامور نقاد اور دانشور بھی امریکی یونی ورسٹیوں میں مرزا غالب کے افکار پر روشنی ڈالیں گے۔ (قائد)

نئے پڑھنے والوں کے لیے مسودے

نئی دہلی :- مرکزی وزارت تعلیم نے نئے پڑھنے والوں کے لیے مسودوں کی فراہمی کے لیے ایک قومی مقابلہ کا اہتمام کیا ہے اور اس سلسلے میں ۱۵ر اپریل ۱۹۶۸ء تک مسودے طلب کئے ہیں۔

یہ مقابلہ یونیسکو کے زیر اہتمام منعقد کیا جا رہا ہے اور مختلف ہندوستانی زبانوں کے بہترین مسودے کے مصنف کو ۲۵۰ روپے کا انعام دیا جائے گا ہر زبان کے لیے اتنی ہی رقم کے کل ۱۶ انعامات مقرر کئے گئے ہیں۔ انعامات ہندی اور ایک ایک انعام آسامی، بنگالی، گجراتی، کنڑ، کشمیری، ملیالم، مراٹھی، اڑیہ، پنجابی کے بہترین مسودوں کے مصنف کو دیا جائے گا۔

یہ مسودے ۵م ہزار الفاظ پر مشتمل ہونا چاہئیں۔ کسی ایسے مسودے کو مقابلے میں شامل نہیں کیا جائے گا جسے پہلے کسی مقابلے میں انعام حاصل ہو چکا ہے۔ سندھی، تامل، تلگو اور اردو زبانوں کے مسودے پانچ روپے کی فیس کے ساتھ وزارت تعلیم کے اسسٹنٹ تعلیمی مشیر کو (۲-ای۔ ایس) نئی دہلی کے پتہ پر بھیجا جا سکتا ہے۔ (ریاست)

جگن ناتھ آزاد پریس انفارمیشن بیورو میں

اردو کے ممتاز شاعر جگن ناتھ آزاد جو سرحدی حفاظت فورس میں پبلک ریلیشن افسر ہوگئے تھے اب پھر پریس انفارمیشن بیورو میں ڈپٹی پرنسپل انفارمیشن افسر ہو کر واپس آگئے ہیں۔

ادب اور جدید ذہن

دیویندر اسر نے اس کتاب میں موجودہ بحرانی تہذیب، اقدار کے خلفشار، اہم عصر ادبی رجحانات وغیرہ جیسے اہم موضوعات پر بحث کی ہے یہ کتاب مکتبہ شاہراہ اردو بازار دہلی سے مل سکتی ہے۔

اخترؔ بستوی

قطعہ

ان کے اقرارِ محبت نے دلِ ویراں میں
آج یوں چھیڑ دئے پھر سے تمناؤں کے ساز
جیسے مدت پہ اچانک کسی راہی کے طفیل
گونج اٹھی ہو کسی خشک کنوئیں میں آواز

جموں و کشمیر کے ادیبوں کا کیمپ

جموں :- یہاں سے ۳۰ میل دور کٹرا میں ۲۲ر فروری سے ۲۴ر فروری تک جموں اور کشمیر کے ادیبوں کا پہلا کیمپ ہوگا اس کا افتتاح وزیر اعلیٰ جناب جی۔ ایم صادق کریں گے۔ اس کیمپ میں علاقائی زبانوں اور ادب کے بارے میں غور کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ بچوں کی نئی کتابیں چھاپنے کے مسئلہ پر بھی سوچ وچار کیا جائے گا۔ (قومی آواز)

مصحفی پر پی ایچ ڈی کی ڈگری

دہلی :- دہلی یونی ورسٹی کے کانووکیشن میں جناب نور الحسن نقوی کو ان کے تحقیقی مقالے "مصحفی، سوانح اور کلام" پر پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری نائب صدر جمہوریہ ہند جناب وی۔ وی۔ گری نے پیش کی۔

نئی غزل نیا لہجہ

ادبی حلقوں میں یہ خبر مسرت سے سنی جائے گی کہ جناب دلکش ساگری مدیر کے صف اول کے صاحب طرز جدید شعرا کی غزلوں کا ایک انتخاب نئی غزل نیا لہجہ کے نام سے مرتب کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں شعراء سے درخواست ہے کہ وہ اپنی پانچ منتخب غزلیں اس پتہ پر ارسال فرمائیں۔ دلکش ساگری۔ سنٹرل بینک آف انڈیا، اٹلی روڈ بھوپال

غلام رسول

اردو کا اصلاحی رسم خط جامع ہے

بھارت میں ہندی سرکاری زبان قرار پانے اور اس کے بعض سنسکرت کے خاص حرفوں کا بدل ہماری زبان میں نہ ہونے کی وجہ سے مجھے اردو خط کی اصلاح کا خیال پیدا ہوا۔ اس کی خاطر نہایت سنجیدگی کے ساتھ ۱۹۵۶ء سے اپنی کارگزاری جاری رکھی۔ پہلی فروری ۱۹۵۷ء سے وقتاً فوقتاً ہند و پاک کی صحافت کے ذریعے اپنی تجویزیں اہل علم و نظر کے سامنے پیش کیں۔ کسی نے بھی ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ جو دو [illegible] ارباب دانش نے انہیں قبول یا منظور کیا ہے۔

میں نے اپنی سمجھ کے مطابق اور سوچ سمجھ کے بعد [illegible] شین ثقیلہ، نون ثقیلہ اور یائے تیرہ یعنی جدید اعرابوں کا اردو زبان میں اضافہ کیا۔ نیمہ ایک بہت کارآمد اعراب ہے اور ادھوری آواز کو ظاہر کرتا ہے۔ اس سے اپنی اور پرائی زبانوں میں سنسکرت اور انگریزی کے جیسوں مخصوص الفاظ کی لکھاوٹ آسانی کے ساتھ ہوتی ہے۔ نیمے کی علامت ( ) ہے۔ اس کی مثالیں یہ ہیں۔ (اردو) کیا، کیوں، نیولا (سنسکرت) تیاگ، [illegible] (انگریزی) [illegible]، ٹرام، پلاٹ۔ [illegible] ہندی ری (ऋ) کا بدل ہے۔ اس کی علامت (ر) ہے۔ مثلاً [illegible]، کرپا، نرپ۔ شین ثقیلہ ہندی ش (ष) کا بدل ہے۔ اس کی علامت (شٹ) ہے۔ مثلاً [illegible]، [illegible]، [illegible]۔ نون ثقیلہ ہندی [illegible] (ण) کا بدل ہے۔ اس کی علامت (ڻ) ہے۔ مثلاً مرڻ، شرڻ، پراڻ۔ یائے تیرہ ہندی کی ماترا (ि) کا بدل ہے۔ اس کی علامت (ی) ہے۔ مثلاً [illegible]۔

جہاں میں نے جدید اعراب وضع کئے ہیں، وہاں ہندی کی طرح اردو بارہ کھڑی بھی بنائی ہے۔ یہاں اس کا ذکر خالی از دلچسپی نہیں ہوگا۔ اردو میں زبر، زیر، پیش، الف، واو معروف، واو مجہول، یائے معروف، یائے مجہول، واو لین، یائے لین، سکون اور تشدید۔ یہ بارہ اعراب بنیادی اور اہم ہیں، جن کو حروف تہجی کے ساتھ تختی کی صورت میں لکھا جاتا ہے تو اس مجموعے کو اردو بارہ کھڑی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ گویا ایک قسم کی اعرابی مشق ہے جس سے لکھاوٹ میں سیکھنے کو بڑی مدد ملتی ہے۔ وہ حسب ذیل ہے:

ب کی بارہ کھڑی: بَ، بِ، بُ، با، بو، بو، بی، بے، بَو، بَے، بْ، بّ

اس میں اول کے دس متحرک حروف اردو کے اعرابی حروف (حروف علت) کو ظاہر کرتے ہیں، جن میں الف، واو اور ی تین حروف اور سات حرکات شامل ہیں۔ سب مل کر اعرابی حروف کہلاتے ہیں۔ آخر کے دو متحرک حروف یعنی سکون اور تشدید اساسی اعراب ہیں۔

ناگری خط اپنی ذات سے اعراب دار ہے۔ اس لیے اس میں جو لکھا جاتا ہے وہ صاف پڑھا جاتا ہے۔ اس کے مقابل میں اردو خط بے اعراب ہے اسی لیے یہ کسی لفظ کو صحت کے ساتھ ادا کرنے میں اعراب کا محتاج ہے۔ اعراب ہی اردو خط کے اہم جز ہیں۔ بلحاظ اردو داں کو چاہیے کہ وہ غیر فہم دار دقیق الفاظ خصوصاً غیر زبان کے لفظوں کی لکھاوٹ میں اعراب کا ضرور خیال رکھیں۔

تقابلی مطالعے کے لیے اردو اصلاحی خط کے ساتھ ناگری خط کا حال جاننا ضروری ہے۔ ہندی والوں کا دعویٰ ہے کہ ان کا ناگری خط سائنٹیفک ہے۔ اس میں جو کچھ لکھا جاتا ہے وہی پڑھا جاتا ہے۔ برخلاف اس کے اردو اور انگریزی میں لکھا کچھ جاتا ہے اور پڑھا کچھ جاتا ہے۔ [illegible] انگریزی کی بابت [illegible] پڑھا جاتا ہے [illegible] ہے۔

یہ صحیح ہے کہ بالکل اردو کا خاص لفظ [illegible] کی لکھاوٹ عربی جیسی ہے جو قابل ترک ہے۔ اس کو [illegible] ہونا چاہیے۔

ناگری خط کے مکمل اور جامع ہونے کا دعویٰ کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ بلکہ اردو کے حروف خ، ذ، ز، ژ، غ، ف اور ق کے اظہار میں ناگری خط میں تحت ہر حروف پر نقطے لگا کر کام لیا جاتا ہے حالانکہ یہ عمل حقیقت کے خلاف ہے۔ لیکن ث، ح، ص، ض، ط اور ظ کی آوازوں کا کوئی صحیح بدل اس خط میں موجود نہیں ہے۔ اس باب میں وہ سراسر ناقص ہے۔ اس کے علاوہ ناگری خط میں نیچے کی خرابیاں ہیں۔

(۱) ناگری خط میں حرفوں کی ملاوٹ میں [illegible] یا الگ بنے حرفوں کو لکھا جاتا ہے جس سے بڑی پیچیدگی اور دشواری پیدا ہوتی ہے۔

مثلاً (ل) [illegible] (کلاس)، [illegible] (راشٹر)، [illegible] (چٹا)، (ب) [illegible] (وِدیا)، [illegible] (پدم)، [illegible] (دِگّمن)

(۲) ناگری خط میں حرفوں کی ملاوٹ میں تلفظ کے خلاف لکھاوٹ ہوتی ہے جو اس کے سقم کو ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً [illegible] (چِہن)، [illegible] (شانتی)، [illegible] (دِکشا)۔ پہلی مثال میں [illegible] پہلے اور [illegible] بعد میں بولا جاتا ہے۔ دوسری مثال میں [illegible] پہلے اور [illegible] بعد میں بولا جاتا ہے۔ اور تیسری مثال میں [illegible] پہلے اور [illegible] بعد میں بولا جاتا ہے۔ اوپر کے لفظوں میں تلفظ سے ہٹ کر لکھاوٹ ہوتی ہے۔ اس سے جیسا بولا جائے ویسا لکھا جائے کے قول کی تکذیب ہوتی ہے۔

(۳) ناگری خط میں (ऋ) کی لکھاوٹ میں بڑی جھنجھٹ ہے، جو ہندی کے لیے پریشان کن ہے۔

مثلاً [illegible] (کر)، [illegible] (برِشا)، [illegible] (پرکاش)، [illegible] (دِرِشا)۔ ان میں (ر) کی آواز سب جگہ یکساں ہے پھر (ر) کی لکھاوٹ میں ماترائی چیزوں کے بدلنے کی کیا ضرورت ہے؟

(۴) ناگری خط میں نون غنہ کی جگہ نون ظاہر کی علامت لکھی جاتی ہے جو اصولاً غلط ہے۔ مثلاً [illegible] (اِیں)، [illegible] (اِیں)، [illegible] (کیوں)۔ ان سب میں نون غنہ ہے۔ ناگری خط میں نون غنہ کی علامت (ں) ہے اور نون ظاہر کی علامت نقطہ ہے۔

جس خط میں اس قدر اسقام پائے جاتے ہوں، وہ کیونکر جامع ہو سکتا ہے؟

رومن خط میں حسب ذیل اہم خامیاں ہیں:۔

(۱) رومن خط میں بخلاف اردو خط کے مفرد حرف ایک سے زیادہ آوازوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ C سے س اک کا اظہار ہوتا ہے مثلاً: CENTRE (سنٹر) CRAFT (کرافٹ)۔ D سے د، ڈ کا اظہار ہوتا ہے۔ مثلاً: DAL (دال) DATE (ڈیٹ)۔ G سے ج، گ کا اظہار ہوتا ہے مثلاً: GINGER (جنجر) GULF (گلف)

(۲) رومن خط میں اردو خط کے مقابلے میں مخلوط حرف سے ایک سے زیادہ آوازوں کا کام لیا جاتا ہے۔ C-H سے چ، ش، ک کا اظہار ہوتا ہے۔ مثلاً: CHAMBER (چیمبر) CHIVALRY (شی ول ری) CHRIST (کرائسٹ) GH سے گھ، غ کا اظہار ہوتا ہے۔ مثلاً: PHAL (پھل) PHARMACY (فارمیسی)۔ TH سے تھ، ٹھ، ث، د کا اظہار ہوتا ہے۔ مثلاً: BOOTH (بوتھ) THAT (ٹھاٹ) HADITH (حدیث) THERE (دیر)

(۳) رومن خط میں لکھاوٹ کچھ ہوتی ہے اور تلفظ کچھ ہوتا ہے۔ مثلاً: KNIT (نٹ) WRITE (رائٹ) PSYCHOLOGY (سائیکالوجی) اردو اصلاحی خط، سنسکرت کے علاوہ انگریزی کے خاص الفاظ تحریر کرنے میں کارآمد اور سہولت بخش ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے

(۱) ایسے انگریزی الفاظ جن کے درمیان (A) ہو۔ اُن کو اردو اصلاحی خط میں زبر یا زیر اور سکون سے لکھا جاتا ہے۔

مثلاً: (۱) CAP: کیاپ، MAP: میاپ، BAT: بیاٹ (جنوبی ہند کے لہجے میں)

(۲) CAP: کیپ، MAP: میپ، BAT: بیٹ (شمالی ہند کے لہجے میں)

(۳) ایسے انگریزی الفاظ جن کے درمیان (E) ہو۔ ان کو اردو اصلاحی خط میں زیر اور یائے ساکن کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔

مثلاً: RED: ریڈ، SET: سیٹ، BELL: بیل

(۴) ایسے انگریزی الفاظ جن کے درمیان (O) ہو۔ ان کو اردو اصلاحی خط میں پیش سے لکھا جاتا ہے۔

مثلاً: GOD: گاڈ، LORD: لارڈ، HAT: ہاٹ

(۵) ایسے انگریزی الفاظ جن کے آخر میں (V) ہو۔ ان کو اردو اصلاحی خط میں واو ساکن کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔

مثلاً: LOVE: لو، DOVE: ڈوو، CLOVE: کلوو

(۶) ایسے انگریزی الفاظ جن کے درمیان (A-U) ہو ان کو اردو اصلاحی خط میں پیش سے لکھا جاتا ہے۔

مثلاً: HAUL: ہال، PAUL: پال

(۷) مندرجہ ذیل انگریزی الفاظ کو اردو اصلاحی خط میں زبر اور یائے ساکن سے لکھا جاتا ہے۔

مثلاً: BALE: بیل، TALE: ٹیل۔

اردو خط کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تمام حروف ملا کر لکھے جاتے ہیں۔ ابتدائی اور درمیانی حرفوں کو ان کے سروں سے اور آخری حرف کو سالم صورت میں لکھا جاتا ہے۔ ناگری خط میں عموماً سب حرفوں کو الگ الگ لکھا جاتا ہے، البتہ حرفوں کی ملاوٹ میں منقطع حروف سے کام لیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس رومن خط میں تمام حروف جدا جدا اور سالم صورت میں لکھے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے اردو خط، ناگری اور رومن سے منفرد ہے اور نیز اس کو مختصر نویسی میں دونوں خطوں پر تفوق حاصل ہے۔ اس کی لکھاوٹ میں کاغذ کی کمی اور وقت کی بچت ہے۔

اوپر کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اردو اصلاحی خط، ناگری اور رومن دونوں کے مذکورہ نقائص سے عاری ہے اس لیے یہ مکمل اور جامع ہے۔ ارباب اردو کا فرض ہے کہ اس کی ترویج و اشاعت میں بے دریغ کوشش کریں۔ اس کے لیے سب سے پہلے اردو قاعدوں اور ریڈروں میں اعرابوں کا نقشہ دیا جائے جس میں قدیم کے ساتھ جدید اعراب شامل ہوں جیسا کہ اس سے پہلے برطانوی دور میں صوبۂ پنجاب کی اردو درسی کتابوں میں عمل در آمد تھا۔

خلیل الرحمٰن اعظمی

رفتار

اب سے ایک سال بعد یعنی فروری ۱۹۶۹ء میں غالب کی صد سالہ برسی منائی جانے والی ہے۔ اس تقریب کو ایک یادگار حیثیت دینے کے لیے ہمارے ملک کی مختلف علمی و ادبی انجمنیں اور ادارے نیز یونیورسٹیاں اپنے اپنے طور پر کچھ نہ کچھ کام کر رہی ہیں۔ "ہماری زبان" اور بعض دوسرے اخبارات کے ذریعہ اس سلسلے میں جو اطلاعات ہم تک پہنچی ہیں وہ خاصی حوصلہ افزا ہیں اور یہ اندازہ لگانے میں ہم بالکل حق بجانب ہیں کہ اس موقع پر غالب سے متعلق جو تحقیقی و تنقیدی مواد سامنے آئے گا وہ بعض دور رس اثرات کا حامل ہوگا۔

غالب ان خوش نصیب شاعروں میں ہیں جن کی شخصیت اور جن کا فن سب سے زیادہ ہماری توجہ کا مرکز رہا ہے اور گزشتہ نصف صدی میں اردو کے تنقید نگاروں اور تحقیق پسندوں نے غالب سے جتنی دلچسپی لی ہے شاید کسی اور ادیب یا شاعر سے اتنی دلچسپی نہیں لی گئی "غالبیات" اب ہماری تنقید و تحقیق کا اہم ترین شعبہ کہا جا سکتا ہے۔

غالب پرستی یا غالب پسندی کے اس خوش آئند پہلو کا اعتراف کرنے کے بعد اس تصویر کا دوسرا رُخ بھی ہے جس کی طرف توجہ اس وقت ضروری معلوم ہوتی ہے۔ سہل پسندی، تقلید تکرار اور یکسانیت شاید ہمارے قومی مزاج کا خاصہ ہے جس سے غالبیات کا شعبہ بھی خالی نہیں ہے۔ غالب کے متعلق سب سے پہلی بات یہی کہی جاتی ہے کہ جدت اور انفرادیت ان کے کردار کا سب سے نمایاں پہلو ہے، وہ پامال روش پر چلنا پسند نہیں کرتے تھے اور دبائے عام میں مرنا انھیں منظور نہ تھا۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو غالب سے دلچسپی لینے والوں کی بھی سب سے اہم خصوصیت یہی ہونی چاہیے لیکن اس کو کیا کیجے کہ سب سے زیادہ اسی ایک بات کو نظر انداز کیا گیا ہے۔

غالب پر سب سے پہلی اور بنیادی کتاب حالی کی "یادگار غالب" ہے۔ یہ کتاب اس اعتبار سے اب بھی اہمیت رکھتی ہے کہ حالی نے مبالغہ آرائی اور مدح سرائی سے دامن بچا کر غالب کو سمجھنے سمجھانے کی کوشش کی دیسے یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے کہ اس کا سوانحی حصہ کمزور ہے اور غالب کی پیچیدہ، بھرپور اور رنگا رنگ شخصیت کو پیش کرنے سے حالی قاصر رہے ہیں۔ حالی کے بعد خاصے زمانے تک یا تو غالب کی شرحیں لکھی گئیں جن کا انداز تعلیمی اور تدریسی ہے یا پھر غالب پرستی اور غالب شکنی کی دو انتہائیں ملتی ہیں عبد الرحمٰن بجنوری، عبد اللطیف اور یگانہ کی تحریریں اسی افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ ان تحریروں سے غالب کا تجزیہ کرنے میں غالب اتنی مدد نہیں ملتی جس قدر مشرقی تنقید کی ذہنی کشمکش اور نفسیاتی بیماری کا احساس ہوتا ہے البتہ حالی کے کام کو شیخ محمد اکرام نے ایک قدم آگے بڑھایا ہے اور ان کی تصنیف "غالب نامہ" اب بھی معتدل تنقید و تجزیہ کا ایک معیار پیش کرتی ہے۔

شیخ اکرام کے بعد غلام رسول مہر کی "غالب" اور مالک رام کی "ذکر غالب" اہم کتابیں ہیں۔ مہر نے غالب کی زندگی سے متعلق اہم اور مستند مواد جمع کر دیا ہے لیکن یہ کتاب غالب کی سوانح عمری نہیں بن پائی بلکہ سوانح سے متعلق تمام مواد کا مجموعہ یا تذکرہ قسم کی چیز ہو کر رہ گئی۔ البتہ مالک رام نے غالب کو ایک جیتے جاگتے کردار کی حیثیت سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور ان کے یہاں شخصیت نگاری کی کوشش ملتی ہے لیکن غالب کی ایک ایسی سوانح یا بیاگرفی کی کمی اب بھی محسوس ہوتی ہے جو مغرب کی سوانح عمریوں کے نمونے پر غالب کو بحیثیت انسان پیش کرے۔

غالب کا غیر مطبوعہ کلام، خطوط یا نایاب تحریروں کی دریافت بھی غالبیات کے سلسلے کی اہم کڑی ہے سب سے پہلے اس طرح کا مواد "نسخۂ حمیدیہ" کی اشاعت سے ہمارے سامنے آیا تھا یہ کتاب اکرام، مہر اور مالک رام کے تحقیقی و تنقیدی جائزوں سے بہت پہلے شایع ہوئی تھی اس کے بعد غالب کی نظم و نثر کے نایاب ذخیرے کو سامنے لانے والوں میں امتیاز علی عرشی، مہیش پرشاد، مالک رام، قاضی عبد الودود، ڈاکٹر عبد الستار صدیقی، حمید احمد خاں، محب الدین آرزو، مسعود حسن رضوی اور بعض دوسرے حضرات کی کوششیں قابل قدر ہیں، ان محققوں کی بدولت غالب

اطہر عزیز

غزل

بات تو کچھ بھی نہیں تھی جانے آخر کیا ہوا
ایک شخص آیا نظر خود آپ سے ڈرتا ہوا

اس طرح وہ پوچھتے ہیں خیریت دل کی بتا
جیسے ہو یہ شہر پہلے سے مرا دیکھا ہوا

کنکروں کی سیج پر مقتول ہیں کچھ سہمے نقوش
جانے اس پتھر پہ کس کا نام تھا لکھا ہوا

گنگنائے تارے تو یاد آگئی تیری ہنسی
چاند پر اکثر ترے رخسار کا دھوکا ہوا

جانے کیا کانوں میں کب کے جلد سی چپکے سے ہوا
دیر سے ہے اک شجر کچھ سوچ میں الجھا ہوا

کیوں نہ اطہر فکر میں آئے نیا اک بانکپن
آجکل ہے ذوق کا معیار جب بدلا ہوا

مراسلات

انگریزی الفاظ کے اردو مترادف

ہماری زبان کی یکم جنوری ۱۹۹۸ء کی اشاعت میں صفحہ ۱۰ پر جناب م۔ن۔ سعید صاحب کا استفسار "ان انگریزی الفاظ کے اردو مترادف کیا ہیں" نظر نواز ہوا۔ اس کے ساتھ ہی جناب سید عبدالخالق اور جناب امین احمد خاں صاحب کے استفسارات بھی نظر نواز ہوئے۔

اس سلسلہ میں کچھ التماس کرنا چاہتا ہوں۔

لفظ RESURRECTION دراصل مقدس بائبل کے نئے عہد نامے سے متعلق ہے۔ نئے عہد نامے کی پہلی چار کتب یعنی مقدس اناجیل میں خداوند یسوع مسیح کی تصلیب اور تین دن کے بعد ان کا دوبارہ جی اٹھنا مرقوم ہے۔ خداوند مسیح کو یہی نقطۂ نظر سے صلیب دے دیا گیا تھا اور وہ مار دئے گئے تھے مگر اپنے مقدس قول کے مطابق تین دن بعد مردوں سے زندہ ہوکر آسمان پر چلے گئے۔ ان کی اس دوبارہ زندگی پانے کو یہی اصطلاح میں RESURRECTION کہا جاتا ہے۔

میں نے خود برنارڈ شا کی ایک تصنیف کے ترجمے کے وقت اس کا مفہوم نشاۃ الثانیہ کے لفظ سے کیا تھا۔

دو مسیحی معاصر علما نے ایک لغت بنام CHRISTIAN TERMINOLOGY IN URDU میں اس لفظ RESURRECTION کے اردو مترادف "قیامت، جی اٹھنا، حشر، حشر میں اٹھنا" بتائے ہیں۔

یہ لغت ریورنڈ فادر ایس پیٹرسن LIBERIOS PETERSON نے کراچی سے ۱۹۸۰ء میں شائع کی تھی۔

ایک اور لغت NEW POPULOR DICTIONARY میں اس کے مترادف "زندہ ہونا، جی اٹھنا، تازہ دم کرنا" دئے گئے ہیں۔

بابائے اردو عبدالحق نے STANDARD ENGLISH URDU DICTIONARY میں اس کے یہ مترادف لکھے ہیں "عیسیٰ علیہ السلام کا قبر سے اٹھنا یا اس کا جشن، رستخیز، قیامت، حشر، (عامیانہ) مردے قبر سے نکالنا، کسی چیز کو کھود کر نکالنا۔ مشکل سے ڈھونڈ نکالنا۔"

آکسفورڈ ڈکشنری آف کرنٹ انگلش میں اس کا انگریزی مترادف REVIVAL FROM DISUSE بھی دیا ہے۔ جان واکر نے اپنی CRITICAL PRONOUNCING DICTIONARY میں اس کا انگریزی مترادف RETURN FROM THE GRAVE بھی دیا ہے۔

ان سب اعتبارات سے میں نے لفظ نشاۃ الثانیہ کو اپنے ترجمہ میں ترجیح دی تھی۔ حقیقتاً RESURRECTION خالص مسیحی تخیل کا ترجمان ہے اور خداوند مسیح کی تجدید حیات کے معنوں میں مستعمل ہوتا رہا ہے۔

HOME SICK کے معنی مولوی عبدالحق صاحب نے اپنی انگریزی اردو لغت میں "افسردہ، پردیس میں ملول، دیس کی لگن یا وطن کا خیال" دیتے ہیں۔ انگریزی زبان میں اس لفظ سے ایک خاص تاثر ادا ہوتا ہے۔ ایک ایسی حسرت کا مفہوم لیا جاتا ہے جو وطن سے دور افتادگی کے وقت انسان کے دل میں کروٹیں لینے لگتی ہے۔ نیو پاپولر ڈکشنری نے اس کا مترادف رنجیدہ بھی لکھا ہے۔ یاد رہے کہ اگر کوئی انگریز مراجعت وطن کر رہا ہو تو وہ پوچھنے پر یہ ہرگز نہیں کہے گا کہ وہ لندن یا انگلینڈ جا رہا ہے بلکہ وہ ہمیشہ یہی کہے گا I AM GOING TO HOME یہ انگریزی مزاج کی ایک خصوصیت ہے۔ لہٰذا HOME بمعنی وطن لینا درست ہے اور مہجوری وطن کو HOME SICK NESS اور مہجور وطن کو HOME SICK کہا جائے گا۔

HONEY MOON بھی خالص مغربی فضا کا لفظ ہے یہ ایک ایسی رسم ہے جس پر بسیط مقالہ لکھا جا سکتا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ دولہا اور دلہن جب کسی نئی جگہ جاکر بسر کرتے ہیں اسے ہنی مون کی تقریب کہا جاتا ہے۔ مولوی عبدالحق اپنی لغت میں اسی خیال کے زیر اثر "ماہ عروسی گزارنا" اس کا مترادف لکھتے ہیں۔

نیو پاپولر ڈکشنری کے مطابق بھی شادی کے بعد پہلا مہینہ گزارنے کو ہنی مون کہا جاتا ہے۔ "ماہ عروسی" اس اعتبار سے صحیح مترادف کہا جا سکتا ہے۔ "شب عروسی" میں وہ وسعت نہیں ہے جو لفظ "ماہ عروسی" میں ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق HOLIDAY OF NEWLY MARRIED COUPLE اس کا انگریزی ترجمہ ہے لہٰذا تعطیل ماہ عروسی بھی اس کا ترجمہ کیا جا سکتا ہے۔

بہرحال یہ میری حقیری رائے ہے۔ اصلی فیصلہ تو "ارباب زبان" ہی صادر فرما سکتے ہیں جنھیں م۔ن۔ سعید نے متوجہ فرمایا ہے یہاں یہ لکھنا بھی غلط نہ ہوگا کہ مولوی عبدالحق کی لغت کے باوجود ابھی کسی مزید لغت کی ضرورت باقی ہے جو انگریزی الفاظ کے صحیح مترادف دے سکے چونکہ مجھے انگریزی سے اردو ترجمہ کرنے کا کام پڑتا رہتا ہے۔

لہٰذا میں مولوی عبدالحق صاحب کی لغت سے استفادہ اٹھاتے ہوئے بھی کہیں کہیں اس سے قطعی طور پر مطمئن نہیں ہوں اور مجھے اردو کے نئے مرکب الفاظ تراشنے پڑ جاتے ہیں۔

(مجتبیٰ میرٹھی)

(۲)

۱۔ (۱) رستخیز وہ دن جب حضرت عیسیٰ کو دنیا میں لاکر دوبارہ موت سے آغوش کیا جائے گا۔

(۲) قیامت۔ رستخیز

۲۔ ہوم سک دیس کی لگن یا نڈھال۔ ملول

۳۔ ہنی مون، ماہِ عروسی، شبہائے علائی، پریم کے دن

(طاہر محسن علوی)

(۳)

ہماری زبان کے جنوری کے شمارے میں حسین صاحب نے ہنی مون، کے اردو ترجمہ کے بارے میں پوچھا ہے خود بھی انھوں نے الفاظ دئے ہیں مگر میرے خیال میں ہنی مون کا ترجمہ "ماہِ انگبین" درست رہے گا ماہ سے دونوں معنی ظاہر ہیں۔

(دلیپ بادل)

(۴)

ری سرکشن RESURECTION ، ہوم سک HOME SICK ہنی مون HONEY MOON مولوی عبدالحق کی اسٹانڈرڈ انگلش اردو ڈکشنری میں ان کا ترجمہ موجود ہے۔

ری سرکشن کے کئی معنی ہیں، یہ لاطینی سے نکلا ہے۔ ری (RE) معنی دوبارہ، پھر، سورکٹم SURRECTUM بن اٹھنا یعنی ابھرنا، ابھار (ماخوذ) مرنے کے بعد قبر سے نکال کا شکل سے ڈھونڈ نکالنا ری وائیو REVIVE احیا کرنا تجدید کرنا وغیرہ

ری سرجنس RESURGENCE - پھر سے زندہ ہونا۔ دوبارہ زندہ ہونا۔

ہوم سِک HOME SICK ملال (یاد وطن) وطن کی یاد، الگ، افسردہ، دکھاری، دکھنی۔

ماہِ عروسی ہنی مون HONEY MOON مغربی یا یورپی ممالک میں دولہا دلہن کسی نئی جگہ ماں باپ اور دوست احباب سے دور ایک مہینہ گزارتے ہیں، یہ رسم ہمارے ملک کے برخلاف ہے جہاں دولہا دلہن اپنا ابتدائی دور میکے یا سسرال میں بسر کرتے ہیں۔

مکھی پر مکھی مارنا ترجمہ نہیں ہوتا۔ اصل لفظ کا صحیح مطلب اپنی زبان میں اس طرح ادا کرنا چاہیے کہ پڑھنے یا سننے والا مطلب سمجھ جائے اور لطف اندوز ہو۔　　(سجاد مرزا)

(۵)

۱۔ RESURRECTION کا اردو ترجمہ "قیامت ہوگا"

ملاحظہ فرمائیے یوحنا کی انجیل باب ۱۱۔ آیت ۲۴۔

اس کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے۔

مرتھا نے اس سے کہا کہ میں جانتی ہوں کہ قیامت کے آخری دن وہ جی اٹھے گا۔

دوبارہ زندہ کرنے کے لیے انجیل میں RISE یا RAISE استعمال کیا گیا ہے

HOME SICK کا ترجمہ یہ ہوگا "اس کو گھر کی یاد ستا رہی ہے" کوئی ایک لفظ مفہوم کو ادا کرنے کے لیے کافی نہ ہوگا۔

HONEY MOON ۔ شب عروسی / شب زفاف تو صرف ایک رات کی بات ہے ہنی مون تو کئی دن اور رات چلتا ہے۔ اس لیے "ہنی مون" کے لیے "ہنی مون" ہی رہنے دیا جائے تو کوئی قباحت نہیں، مفہوم کو ادا کرنے کے لیے ہم "گونا" یا "مکلاوا" کو استعمال میں لا سکتے ہیں۔　　(بریم ناتھ درد)

(۶)

میرے خیال میں "شب عروسی" زیادہ موزوں رہے گا اس میں عروس کے لیے شہد سے لطیف (لذیذ) تشبیہ بھی پائی جاتی ہے۔ اور چونکہ ہنی مون پہلی شب کے بعد ہی منایا جا سکتا ہے اس لیے یہی ترجمہ مناسب رہے گا۔ ہاں پہلی شب کے لیے شب زفاف ٹھیک رہے گا۔ دوسرے مترادفات میں تکلف پایا جاتا ہے اور وہ مقبول عام بھی نہیں ہیں۔　　(ابن غوری دکنی)

(۷)

۱۔ کیا تہذیبی اور ثقافتی پس منظر رکھنے والے الفاظ کا ترجمہ بھی کیا جا سکتا ہے؟ یا یہ جائز ہے۔؟ اگر نہیں تو میرے خیال میں HONEY MOON کا صحیح ترین اردو مترادف "ہنی مون" ہے (شہد شبنم HONEY DEW کا ترجمہ تو نہیں کر لیا؟)

۲۔ HOME SICK کا اردو مترادف میری رائے میں "گھر کا جلا" یا "گھر جلا" ہو سکتا ہے جیسے دودھ کا جلا۔ گو دونوں میں جلا کے معنے مختلف ہیں لیکن میرے خیال میں "گھر کا جلا" ہوم سک کے مفہوم کو پورا کر سکتا ہے۔ "گھر جلا" زیادہ مناسب ہے کیوں کہ اس سے گھر جلے، گھر جلی یا SEA SICK وغیرہ ترکیبیں بنانے میں آسانی رہتی ہے۔ ویسے تلفظ کے لحاظ سے اردو کے مزاج شناس اس کے تعلق سے بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں۔

۳۔ شعر یا محاورے کا ترجمہ ممکن تو نہیں لیکن

غم عشق گر نہ ہوتا غم روزگار ہوتا

کو انگریزی کو خوش پیرائے میں کیسے بیان کیا جا سکتا ہے؟

(م۔ ن سعید)

"ہماری زبان"

ہماری زبان کے خریداروں سے گذارش ہے کہ یکم فروری ۱۹۷۸ سے ہماری زبان کا سالانہ چندہ ۱۵ روپے کر دیا گیا ہے۔ (ادارہ)

انیس انور

مکتوب لندن

اردو بھارتی اور پاکستانی عوام کی مشترک زبان ہے

لندن۔ انگلستان کے معروف ادارہ صحت ہمدرد اینڈ کمپنیز کے پروپرائٹر جناب دھرم پال نے یونس دہلوی مدیر شمع کے اعزاز میں ڈنر دیا جس میں بھارت اور پاکستان کے سرکردہ افراد اور صحافیوں نے شرکت کی۔ اس تقریب میں میوزک ڈائرکٹر ایس۔ ڈی۔ باتش نے ترنم سے غالب کی غزل اور چند گیت سنائے۔ بعد ازاں جناب دھرم پال نے ایک مختصر تقریر کے ذریعہ اردو زبان کی اہمیت واضح کرتے ہوئے کہا کہ اردو بھارتی اور پاکستانی عوام کی مشترک زبان ہے۔ یہ زبان ہمارے اتحاد و یک جہتی کا سب سے بڑا وسیلہ ہے اور ہم اپنے تہذیبی ورثہ کو اسی زبان کے ذریعہ پہچان سکتے ہیں۔ اس لیے ہمارا فرض ہے کہ ہم اردو کی آبیاری کا کام جاری رکھیں۔ مسٹر دھرم پال نے ہمدرد دواخانہ کے مقاصد بیان کرتے ہوئے حاضرین کو یاد دہانی کرائی کہ یہ ادارہ انگلستان میں مقیم بھارتی اور پاکستانی باشندوں کی جسمانی اور ذہنی اصلاح و بہبود کی خاطر قائم کیا گیا تھا اور اب تک ہزاروں محب وطن اس سے مستفید ہو چکے ہیں۔

بریڈ فورڈ میں عید الفطر پر ادبی تقریب

بریڈ فورڈ۔ گذشتہ ہفتہ بریڈ فورڈ کے لاہور ہوٹل میں عید الفطر کے سلسلہ میں ایک ادبی تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ مسٹر منصور الٰہی شیخ نے اپنی افتتاحی تقریر میں تقریب و دعوت کا مقصد واضح کرتے ہوئے کہا کہ اس قسم کی تقریبات ہمیں ایک دوسرے کے قریب آنے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔ عید الفطر کے سلسلہ میں مونج فرازی نے ایک قطعہ پیش کیا۔ انجم ضیائی نے ایک خوب صورت غزل سنائی۔ پرویز عرجبین نے اپنی پرسوز آواز میں نعتیہ کلام گوش گذار کیا اور انجم زردار نے اپنی سریلی آواز سے ایک غزل سنائی۔ دوسرے دور میں کچھ حضرات نے ادبی لطائف بیان کئے اور حاضرین کافی محظوظ ہوئے۔

بزم تفریح لندن کا ماہانہ اجتماع

عبد العلیم صدیقی کی اطلاع کے مطابق بزم تفریح لندن کا ماہانہ اجتماع ۰۰ر جنوری ۹ بجے شام سینٹ الائنس ہال میں منعقد ہو رہا ہے جس میں لندن کے مشہور شعرائے کرام اور موسیقار حضرات شرکت کر رہے ہیں۔

ماہنامہ آفاق لندن سے ماخوذ

تخلیات از استاد جنگلی مدیر آفاق

شام وعدہ وہ گر نہیں آتی — کوئی امید بر نہیں آتی
بیاہ کا ایک دن مقرر ہے — نیند کیوں رات بھر نہیں آتی
خواب لانے کو گولیاں کھائیں — خواب میں بھی مگر نہیں آتی
جو بھی گزرتا ہے جاہ شادی میں — کوئی اس کی خبر نہیں آتی

منیر بشیر

دل میں صدیوں کا اک اندھیرا ہے — گرچہ آئی نہیں ہے شام ابھی
میر صاحب بہک گئے ہوں گے — لے رہے ہیں خدا کا نام ابھی

جمیل ملک

خوشنما سرابوں سے تشنگی نہیں بجھتی
اس کی سمت کیا دیکھیں جو نظر کا دھوکا ہے
وہیں صد ہزار آنکھیں پھر بھی بے بصیرت ہیں
کچھ نظر نہیں آتا یہ عجیب اجالا ہے

عبد الحمید عدم

ایک دلکش زہر سے لبریز پیالے کا نام
زندگی کیا ہے خوشی سے جل کے مر جانے کا نام
عقل ہے بالعموم بے اعتمادی کی روش
عشق ہے بے ساختہ ایمان لے آنے کا نام
آگہی کیا ہے مسلسل خود فریبی کا چلن
روشنی کیا ہے فریب مستقل کھانے کا نام
دوستداری کا یہ پیرایہ بھی کیا دلچسپ ہے
لے رہے ہیں سامنے میرے وہ بیگانے کا نام
ہیں عدم کے ذکر پر کیوں آپ اتنے پر غضب
شمع کے ہمراہ آ جاتا ہے پروانے کا نام

وارث کرمانی

عاشق ہوئے تو عشق میں ہشیار کیوں نہ تھے
ہم ان کے مدح خواں سر بازار کیوں نہ تھے
ہاں جب ستم کو عین کرم کہہ رہے تھے لوگ
ہم بھی شریک گرمی گفتار کیوں نہ تھے
اب کیا شہید ناز بنے پھر رہے ہیں لوگ
مرنے کا شوق تھا تو سر دار کیوں نہ تھے
وارث یہ شاعری بھی تو قاتل سے کم نہیں
آپ اس بلائے جاں سے خبردار کیوں نہ تھے

بشیر بدر

پھول برسے کہیں شبنم کہیں گوہر برسے
اور اس دل کی طرف برسے تو پتھر برسے
پیار کا گیت اندھیروں پہ اجالوں کی پھوار
اور نفرت کی صدا شیشے پہ پتھر برسے

لندن مورخہ ۲۰ر جنوری

مریضوں کے لیے اردو کتابیں

صدیقہ حبیب شبنم، رکن اعزازی اردو لائبریری کمیٹی، ونگھم اطلاع دیتی ہیں کہ اردو سے دلچسپی رکھنے والے بھائی، بہن اگر انگلستان کے کسی ہسپتال میں زیر علاج ہوں تو انھیں اردو لائبریری کی جانب سے کتابیں فراہم کی جائیں گی اور ڈاک کا یک طرفہ خرچ بھی لائبریری برداشت کرے گی۔ اس ضمن میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بیشتر اس کے کارکردگان کافی تعداد میں کتابیں ایسے مریضوں کے لیے لے جاتے ہیں جو مختلف اسپتالوں میں زیر علاج ہیں۔ اس طرح کسی حد تک ان کی دلجوئی کا سامان ہو جاتا ہے۔

لہٰذا صاحب ذوق مریضوں کو چاہیے کہ وہ اپنے نام اور پتہ سے کمیٹی کو آگاہ کریں۔

بریڈفورڈ میں محفل شعر و ادب

احمد سعید انور کی اطلاع کے مطابق ۲۰ر جنوری کو ساڑھے سات بجے شام بمقام کلرنڈن پلیس، عقب ایسٹرن ٹیکنیشنز ڈپو، ایک محفل شعر و ادب منعقد ہوگی۔ جس میں عبد الماجد شاد، محمد اشرف ایم۔ اے، مقصود الٰہی شیخ، احمد سعید انور، سراج فرازی اور عبد الباری مقالات، نظمیں، غزلیں اور افسانے پیش کریں گے۔

ٹیلیویژن پر اردو فیچر پروگرام

بی بی سی ٹیلیویژن کے ہفتہ وار پروگرام "اپنا ہی گھر سمجھیے" میں سلیم شاہد اور مہندر کول نے ایک اردو فیچر پروگرام پیش کیا جس میں مشہور اداکار ضیا محی الدین اور سلمان پیرزادہ نے حصہ لیا گو مسودہ کچھ کمزور تھا مگر عمدہ اداکاری نے فیچر میں جان ڈال دی۔ ضیا محی الدین کا کردار خصوصاً بہت اچھا تھا آغا حشر کاشمیری کے ایک مشہور ڈرامہ یہودی کی لڑکی کا ایک سین بھی بڑی کامیابی سے پیش کیا گیا۔

بہر حال منظر نامہ کی چند خامیوں کے باوجود سلیم شاہد مہندر کول اور ان کے رفقائے کار کی یہ کوشش مبارکباد کی مستحق ہے امید ہے آئندہ وہ اس سے بہتر پروگرام پیش کریں گے۔

اردو اسکول کے قیام کے لیے چیریٹی شو

بریڈفورڈ سے سوج فرازی رقمطراز ہیں کہ ۲ر فروری کو بریڈفورڈ کے شاہ و سینما میں ظلم عادل کا ایک امدادی شو ہوگا جس کی تمام آمدنی سے ایک اسکول قائم کرنے کی کوشش کی جائے گی جس میں تارکین وطن بچوں کی اردو تعلیم کا بندوبست ہوگا۔

مشاعرہ ۳ر فروری کو ہو رہا ہے

عبد العلیم صدیقی سکریٹری بزم تفریح لندن کی اطلاع کے مطابق بزم تفریح لندن کا ماہانہ مشاعرہ بروز ہفتہ ۳ر فروری کو چھ بجے شام الاکتس ہال میں منعقد ہو رہا ہے۔ جس کی صدارت چودھری اکبر خاں کریں گے اور لندن کے ممتاز شعرا، ادیب، مزاح نگار لطیفہ گو اور موسیقار شرکت کریں گے۔

صفحہ ۵ سے آگے

سے متعلق مختلف مسائل اور امور پر بہت قیمتی مواد فراہم ہوا ہے۔ اس تحقیق سے فائدہ اٹھا کر غالب کے فن سے متعلق نئے تنقیدی و تجزیاتی مضامین بھی لکھے گئے ہیں جو مالک رام، آل احمد سرور، احتشام حسین، شوکت سبزواری، ڈاکٹر سید عبد اللہ، وحید قریشی، ممتاز حسین، سردار جعفری، آفتاب احمد، اختر اورینوی، اسلوب احمد انصاری، عطا محمد شعلہ، وزیر آغا اور بعض دوسرے لکھنے والوں کے مضامین شامل ہیں۔ غالب کے ابتدائی کلام کا تجزیہ ڈاکٹر خورشید الاسلام نے اپنی کتاب غالب (ابتدائی دور) میں نئے انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

غالبیات سے متعلق ان تمام تحقیقی و تنقیدی کارناموں کی اہمیت کا اعتراف کرنے کے بعد یہ کہنے کو جی چاہتا ہے کہ ہمارے یہاں سیکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں ایسے مضامین گذشتہ پچیس تیس سال کے رسالوں میں ملیں گے جن میں اسی تحقیقی و تنقیدی مواد کو بار بار الٹ پلٹ کر پیش کیا جاتا رہا ہے۔ اس کے بکھرے ہوئے مواد کو سمیٹ کر غالب کی حیات اور ان کے فن پر بھرپور کتابیں نئے زاویوں سے لکھی جاتیں تو یہ بڑی اچھی بات ہوتی لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ غالب کی صحیح سوانح عمری اب بھی نہیں لکھی گئی ہے اور غالب پر ایک ایسی بھرپور کتاب جس میں جدید تنقیدی اصول سے غالب کی شخصیت اور ان کے فن کے رشتے کو ایک بڑے پیمانے پر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہو اب بھی ہمارے تنقیدی ذخیرے میں نہیں ملتی تو بہت تعجب اور افسوس ہوتا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ غالب کی صد سالہ برسی کے موقع پر جو کتابیں شائع ہوں گی، ان میں بھی یہی رویہ کارفرما نہ ہو۔ اگر متفرق مضامین کے ایسے مجموعے نکلے جو رسائل کے خاص نمبروں سے زیادہ مختلف نہ ہونے اور ان میں بھی تکرار، یکسانیت اور ہزار مرتبہ کی دہرائی ہوئی باتیں پیش تر سے بدل بدل کر بیان کی گئیں تو یہ اچھا نہ ہوگا۔ غالب کی صد سالہ برسی کو ابھی ایک سال اور ہے اگر اس مسئلے پر اب بھی غور کر لیا جائے تو کوئی حرج نہ ہوگا۔

ریاست مدھیہ پردیش میں انجمن ترقی اردو کا قیام

بھوپال:۔ پیچ چھاؤنی میں اردو دوستوں کا ایک جلسہ ہوا جس میں انجمن ترقی اردو (ہند) کا قیام عمل میں آیا۔ انجمن کی تشکیل سازی کی گئی اور متفقہ طور پر حسب ذیل عہدیداران اور مجلس عاملہ منتخب کیے گئے۔

صدر:۔ جناب ٹی پی جگدھاری۔ ایڈووکیٹ

نائب صدر:۔ جناب محمد صادق

سکریٹری و خازن:۔ جناب محمد مشتاق علی خاں صاحب ہلالی صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ بیت مسجد چھاؤنی پیچ

نائب سکریٹری:۔ محمد حنیف صاحب

ناظم نشر و اشاعت:۔ جناب محمد عبدالمجید صاحب ذاکر

کنوینرز:۔ محسن علی صاحب طوطی، عبدالسلام صاحب شفق

اراکین مجلس عاملہ:۔

صاحبزادہ خان ولی الدین خاں دانش، عبدالکریم صاحب ہاشمی، خادم حسین خادم، احمدی، عبدالحمید صاحب چاند، ادیب صاحب برق، عبدالمجید صاحب گوہر، عابد حسین، شاہد امین غوری، محمد حسین کامل، مقبول حسین ملک، صاحب چودھری، مسرور علی خاں راہیا، محمد عزیز، یاسین بھائی۔

نقیب آفس سکریٹری مدھیہ پردیش انجمن ترقی اردو

دو ہزار اردو ٹیچروں کی ضرورت [illegible]

[illegible] اطلاعات کے مطابق [illegible] ہزار اردو ٹیچروں کی ضرورت ہے [illegible] لیکن پچھلے [illegible] ریاستی محکمہ تعلیم [illegible] اردو ٹیچروں کے تقرر کے [illegible] ریاستی محکمہ تعلیم نے [illegible] اس وجہ سے نہیں کی گئیں [illegible] سرکاری [illegible] انسپکٹر آف اسکولز کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اپنی رپورٹ جلد از جلد بھیجیں۔ [illegible] یہ بھی بتایا کہ حکومت نے ریاست کی چند اردو انجمنوں کے نام بھی ایک گشتی بھیجی تھی کہ وہ بتائیں کن کن اسکولوں میں اردو ٹیچر کی ضرورت ہے لیکن ان میں سے ایک بھی انجمن نے ابھی تک سرکار کو کوئی فہرست نہیں بھیجی ہے جس سے یہ اندازہ کیا جا سکے کہ کس ضلع میں اردو ٹیچروں کی کتنی ضرورت ہے۔ (قومی آواز)

انجمن ترقی اردو دلی شہر کی جنرل کونسل کی میٹنگ

دلی:۔ انجمن ترقی اردو دلی شہر کی جنرل کونسل کی ایک اہم میٹنگ ۲۲ جنوری کی شام کو دفتر اتحاد [illegible] میں ڈاکٹر تنویر علوی کی صدارت میں ہوئی۔ میٹنگ میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک اردو اسکولوں کے مسائل نصاب کی اردو کتابوں اور دوسرے متعلقہ امور پر سیر حاصل بحث کی گئی جس میں جنرل سکریٹری کے علاوہ جناب نعیم الدین فاروقی، جناب سعیدالدین [illegible] اردو اکیڈیمی، [illegible] صاحب اور کئی دوسرے حضرات نے حصہ لیا۔ طے پایا کہ نصاب کی اردو کتابوں کے حصول کے سوال پر غور کرنے کے لیے ایک خاص میٹنگ ہونی چاہئے جس میں انجمن کے کچھ ذمہ داروں، محکمہ تعلیم کی اردو کمیٹی اور اردو اکیڈیمی کے ممبروں کو شرکت کی دعوت دی جائے تاکہ اس بارے میں کوئی جامع پروگرام تیار کیا جائے۔ انجمن نے مختلف علاقوں میں رائے عامہ بیدار کرنے کے لیے نشستیں کرنے کا فیصلہ بھی کیا۔ (الجمعیۃ)

حلقۂ ادب بھاگلپور کی خصوصی نشست

بتاریخ ۴ فروری ۱۹۶۸ء بوقت ساڑھے چھ بجے شام 'ایوان ارشاد' میں حلقۂ ادب بھاگلپور کی ماہانہ نشست زیر صدارت جناب پروفیسر مظفر اقبال صاحب (صدر حلقۂ ادب بھاگلپور) منعقد ہوئی۔ جس میں مندرجہ ذیل تجویزیں باتفاق رائے منظور کی گئیں۔

(۱) دستور ساز کمیٹی کی میٹنگ جلد از جلد بلائی جائے۔ اور دستور مرتب کرنے کے بعد اسے حلقہ کی آئندہ نشست میں پیش کیا جائے۔

(۲) اراکین سے ماہانہ چندہ کی وصول کے لیے دس فیصد کمیشن پر ایک محصل مقرر کیا جائے۔

(۳) حلقہ کے بڑھتے ہوئے کام کے پیش نظر نائب معتمد کے عہدے میں مزید ایک آدمی کا اضافہ کیا جائے۔ اور حلقہ کے نئے رکن رفیق الزماں صاحب متعلم ٹی۔ این۔ بی۔ کالج بھاگلپور سے گزارش کی جائے کہ وہ اس عہدہ کو قبول کریں۔ (ذکی الدین [illegible] سکریٹری حلقہ ادب بھاگلپور)

اردو ادب اور جدیدیت پر سیمینار منعقد ہوگا

لکھنؤ:۔ اردو ادب اور جدیدیت پر سیمینار کرنے کے سلسلے میں ایک جلسہ ڈاکٹر ہرش نرائن کے مکان پر بیگم سلطانہ حیات کی صدارت میں ہوا جس میں ایک کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔ جس کے کنوینر رام لعل اور ڈاکٹر ہرش نرائن منتخب کیے گئے اور حسب ذیل ممبران کا قیام عمل میں آیا۔ حیات اللہ انصاری، شہاب سرمدی، عابد سہیل، انور سلیم، احمد جمال پاشا، سریندر پرکاش، ممتاز اعظمی، علی شاہد صدیقی، اختر الملک، کرشن کانت، اگن ہوتری، [illegible] آفاقی اور خلیق گرامی۔ اسی جلسے میں اردو ادب اور جدیدیت پر سیمینار کے سوالنامہ اور دستور تیار کرنے کے لیے دو اور سب کمیٹیوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔ سوالنامہ تیار کرنے والی کمیٹی میں عابد سہیل

افتخار اعظمی، شہاب سرمدی، امر چندر پرکاش اور ڈاکٹر عزیز مسعود ہیں۔ منشور تیار کرنے والی سب کمیٹی میں منظر سلیم، ڈاکٹر ہریش نرائن اور رام لعل ہیں۔ سوانامہ کمیٹی کا آئندہ جلسہ مورخہ ۱۷ر فروری کو بوقت ۴ بجے شام ڈاکٹر ہریش نرائن کے مکان پر ہوگا۔

بیٹھا رکرنے کا مرکزی دفتر ڈاکٹر ہریش نرائن کے مکان واقعہ سی ۱۲۵ رام رتن باجپئی مارگ امراؤ سنگھ پارک لکھنؤ میں قائم کیا گیا ہے۔

(خلیق نرامی معاون سکریٹری اردو ادب اور صحافت (سینا مالکھنؤ)

انجمن ترقی اردو آندھرا کے جلسہ میں

آنند نرائن ملا اور پروفیسر آل احمد سرور کی تقریر

حیدرآباد۔ موجودہ حالات میں ضروری ہوگیا ہے کہ اردو کے بہی خواہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور لسانی بل کی منظوری اور اس کے ردعمل کے طور پر جو صورت حال سامنے آئی ہے اس کے پس منظر میں اپنے مسائل کا جائزہ لیں اور غور کریں کہ اپنے مقصد کے حصول کے لیے جو طریقے ہم نے اختیار کیے تھے وہ کہاں تک کامیاب رہے؟ کہیں ان میں تبدیلی کی ضرورت تو نہیں۔ ان خیالات کا اظہار پنڈت آنند نرائن ملا نائب صدر انجمن ترقی اردو ہند نے ایک جلسہ عام کو مخاطب کرتے ہوئے کیا جو ان کے خیر مقدم کے لیے انجمن ترقی اردو آندھرا پردیش کی طرف سے اردو ہال میں منعقد کیا گیا تھا۔ جلسہ کی صدارت نواب میر احمد علی خاں نے کی، پروفیسر آل احمد سرور نے بھی مخاطب کیا۔

ابتدا میں پروفیسر حبیب الرحمٰن نے ملا صاحب کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ وہ اردو کے بڑے شاعر ہی نہیں بڑے سپاہی بھی ہیں اور آج اردو کو شاعروں سے زیادہ سپاہیوں کی ضرورت ہے۔

ملا صاحب نے اردو کے مسئلہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں آج کے حالات میں اردو تحریک کا از سر نو جائزہ لینا چاہیے ہمیں اپنے غور و فکر کا انداز بھی بدلنا ہوگا۔ طریق کار اور لائحہ عمل بھی۔

ملا صاحب نے سرکاری زبان اور علاقائی زبان کی اصطلاحوں کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ سیاسی پارٹیوں کے فریب میں آکر ہمیں سرکاری زبان کی اصطلاح پر اصرار نہیں کرنا چاہیے۔ اس سے ہمارا مقدمہ کمزور ہو جائے گا۔

اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے ملا صاحب نے کہا کہ اردو کے مسائل کو حل کرنے میں سست گامی انتہائی خطرناک ہوگی۔ بیمار کمزور ہوتا جارہا ہے۔ تاب و تواں جواب دے چکے ہیں، اس لیے چارہ گروں کو فوراً اٹھ کھڑا ہونا چاہیے۔

پروفیسر آل احمد سرور نے اپنی تقریر میں کہا کہ اگر ہم اپنے ملک کے نظام اور اس کی پالیسیوں پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ہر جگہ اصول اور عمل میں تضاد ہے۔ زبان کا مسئلہ بھی اسی تضاد کا شکار ہے۔ انھوں نے انجمن ترقی اردو کے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ وہ ایک قومی نقطۂ نظر رکھتی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ اردو باقی رہے اور ترقی کرے۔ وہ کسی زبان کے خلاف نہیں اور نہ وہ کسی زبان کے ساتھ مل کر کسی دوسری زبان کو کچلنا چاہتی ہے۔ انھوں نے بتایا کہ منسٹی کا رچرجی نے کہا تھا کہ انجمن ہندی کے خلاف آواز اٹھائے تو بنگالی ان کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں۔ ماسٹر تارا سنگھ نے خواہش کی تھی کہ اگر انجمن ان کے مطالبے کی تائید کرے تو وہ اردو والوں کا ساتھ دینے کے لیے آمادہ ہیں۔

پروفیسر سرور نے کہا کہ سیاست کی بساط پر ایک مہرہ چل رہا ہے لیکن ہم کسی کا مہرہ بننا نہیں چاہتے۔ ہم وہی چاہتے ہیں جو لسانی، قومی اور تہذیبی نقطۂ نظر سے درست ہے۔ ہمارے سامنے صرف قدیم ہندوستان ہی نہیں ہے۔ ازمنۂ وسطیٰ کا ہندوستان بھی اور جدید ہندوستان بھی۔ ہم اپنے ملک کی تاریخ اور تہذیب کے کسی حصہ کو نظر انداز کرنا نہیں چاہتے۔ دور سے آپ ورنگ لیتے اور مستقبل کا نقشہ بناتے ہیں۔

انھوں نے کہا کہ دستور میں ہندی کو راشٹر بھاشا کہا گیا ہے۔ لیکن یہ ہندی کیسی ہوگی اس کی صراحت دفعہ ۳۵۱ میں کردی گئی ہے۔ جدید ہندی اس صراحت پر پوری نہیں اتری۔

سرور صاحب نے کہا کہ ہمارا ملک ایک مشترک خاندان ہے جہاں ہر فرد کو دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا چاہیے۔ ورنہ یہ مشترک خاندان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔

انھوں نے انجمن کے مطالبہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ تحریری اور سیاسی مقتدر دونوں اس کی تکمیل کرسکتے ہیں اور ہم نے دونوں سے درخواست کی تھی لیکن یہ بات کہ ہنوز روز اول ہے۔ لسانی کمشنر کی سات رپورٹیں شائع ہو چکی ہیں اور ہر ایک میں ہماری تائید کی گئی ہے اس کے باوجود ہمارے مسائل کی یکسوئی کی کوئی صورت نہیں نکالی جاتی۔

انھوں نے کہا ان حالات میں ہمیں اپنے عقیدے پر مضبوطی کے ساتھ جما رہنا چاہیے اور کسی قیمت پر کسی قسم کی تبدیلی کے لیے تیار نہیں ہونا چاہیے۔ بعض گوشوں سے رسم خط بدلنے کا مشورہ دیا جارہا ہے ہم اس کے لیے تیار نہیں ہوسکتے۔ ہمیں اصرار کرنا چاہیے کہ ابتدائی اور ثانوی تعلیم کا انتظام ہو، اعلیٰ تعلیم کی سہولتیں ملیں، اردو کالج قائم کیے جائیں بلکہ اردو یونیورسٹی کا قیام بھی ممکن ہے۔

سرور صاحب نے متنبہ کیا کہ احتجاج برائے احتجاجات سے کام نہیں چلتا۔ ہر شخص کو اپنی جگہ اردو کی خدمت کے لیے تیار ہونا چاہیے۔ ہمیں کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جس سے قومی یکجہتی کو نقصان پہنچے ہم شعلہ کی لپک اور خون کی دھار نہیں محنت کا پسینہ مانگتے ہیں۔

آخر میں جناب حبیب الرحمٰن نے ذہن کی کارکردگی کے بارے میں اظہار خیال فرمایا۔

تبصرہ

عتیق احمد صدیقی

تعرفات اردو۔ مصنف: میر احمد علی خاں ادیب، قیمت ۲۵ روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ عزیزیہ ایرانی حویلی حیدرآباد

اردو نے دوسری زندہ زبانوں کی طرح اور شاید کہیں زیادہ متعدد زبانوں سے خوشہ چینی کی ہے۔ خاص طور پر عربی فارسی کے بہت الفاظ اردو میں شامل ہیں۔ لیکن اردو نے انھیں اپنی خراد پر چڑھایا ہے۔ امتداد زمانہ اور کثرت استعمال سے ان عناصر میں صوتی و معنوی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ اب سے کچھ عرصہ پہلے تک اور کسی حد تک آج بھی بعض لوگ ان تبدیلیوں پر ناک بھوں چڑھاتے رہے ہیں۔ الفاظ کا رشتہ ان کی اصل سے جوڑنا چاہتے ہیں، ان میں کسی تبدیلی کو پسند نہیں کرتے۔ معنوی تبدیلیوں پر اتنی لے دے نہیں ہوتی جتنی صوتی (تلفظی) تبدیلیوں پر ہوتی ہے۔ یہ تبدیلیاں کسی کی پسند و ناپسند کی تابع نہیں ہوتیں نہ ایک شخص یا معدودے چند اشخاص کی رائے ان کو متاثر کرتی ہے بلکہ زندہ زبان میں اس طرح کی تبدیلیاں ناگزیر ہوتی ہیں وردآمدشدہ عناصر ہی ان سے متاثر نہیں ہوتے بلکہ خود زبان کے اپنے عناصر بھی متاثر ہوتے رہتے ہیں۔ ان تبدیلیوں کی ابتدا انفرادی طور پر ہوتی ہے پھر چند افراد ان کو قبول کر لیتے ہیں اور پھر کسی طبقے سے گزر کر تبدیلی عام ہو جاتی ہے۔ یہ عمل بالکل غیر شعوری طور پر ہوتا ہے۔ اعلیٰ اور پڑھا لکھا طبقہ شروع میں اس سے اجتناب کرتا ہے اور اسے بگڑی ہوئی شکل قرار دیتا ہے لیکن بالآخر اسے بھی استعمال عام کے سامنے جھکنا پڑتا ہے اور یہ بگڑی ہوئی شکل ہی معیاری شکل قرار پاتی ہے۔

"تعرفات اردو" ان صوتی اور معنوی تبدیلیوں کا جائزہ ہے جو عربی، فارسی، سنسکرت اور انگریزی وغیرہ کے الفاظ میں اردو استعمال سے پیدا ہو گئی ہیں۔ مستند لغات کی مدد سے لغت تیار کرنا نسبتاً سہل ہوتا ہے لیکن بول چال کی زبان کا مطالعہ اور وہ بھی اس گہرائی کے ساتھ کہ ہر ہر دائرہ کو منضبط کر لیا جائے جس سے لغت اور بول چال کی زبان کے اختلافات کی نشاندہی کی جا سکے جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ بالخصوص انفرادی طور پر ایسا کام کرنا سخت مشکل ہے۔ حضرت ادیب حیدرآبادی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور ایک طرح ڈال دی۔

اس کتاب کو پہلی کوشش تو نہیں کہا جا سکتا کہ اس طرح کی چھوٹی موٹی کتابیں اور بھی لکھی جا چکی ہیں۔ لیکن ان کا مقصد غلطیوں کی اصلاح کرنا یعنی تبدیلیوں کو غلط قرار دے کر اصل کے استقرار کی کوشش کرنا تھا "تعرفات" کا انداز اس کے برعکس ہے۔ یہاں تبدیلیوں کو قبول کرنے کی راہ نکالی گئی ہے۔ چند باتیں قابل غور ہیں۔

اردو میں استعمال ہونے والے عربی الفاظ کا بیشتر حصہ فارسی کے توسط سے ہم تک پہنچا ہے۔ فارسی نے ان میں جو تبدیلیاں کی تھیں ہم نے ان کو من و عن قبول کر لیا۔ مثلاً عربی الفاظ سکون پر بھی ختم ہوتے ہیں اور حرکت پر بھی۔ فارسی میں تمام الفاظ سکون پر ختم ہوتے ہیں اور اس لیے عربی الفاظ کی آخر حرکت ساقط ہو کر سکون میں تبدیل ہو جاتی ہے اردو میں بھی یہی صورت ہے اب اس بات کی ضرورت نہیں کہ ایسی صورتوں میں عربی کا حوالہ دے کر ایسے استعمال اردو تعرفات میں شمار کریں دراصل یہ فارسی تعرفات ہیں۔ یہ بات عربی ۃ کے بارے میں خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ ۃ عربی میں بحالت سکون ہ ہی اور حرکت کی حالت میں ت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ فارسی اور پھر اردو میں دوسری حالت ممکن نہیں تھی چنانچہ عربی ۃ پر ختم ہونے والے تمام الفاظ ہ پر ختم ہوتے ہیں۔ اسے اردو کا تعرف کہنا فارسی کے اثر کو نظرانداز کر دینا ہے۔

الفاظ کی توضیح و تشریح اور زیادہ توجہ چاہتی تھی۔ کہیں کہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصنف نے قیاس سے کام لے کر اندراجات کر دیے ہیں۔ مثلاً لفظ "امرت" کا اردو تلفظ آمرت اور تلفظ از روئے لغت اَمرت بتایا ہے۔ یہ لفظ سنسکرت اصل ہے اور سنسکرت میں اس کا تلفظ اَمرت ہی ہے۔ لفظ "الست" کے ذیل میں ہے "فارسی اور اردو میں الست بمعنی روز میثاق رائج ہے" حالانکہ اردو میں الست علیحدہ کبھی استعمال نہیں ہوتا بلکہ صرف صبح الست، یوم الست، بزم الست وغیرہ ترکیبوں میں رائج ہے، جو معنی دئے گئے ہیں وہ پوری ترکیب کے ہیں استغفار کی جگہ "استغفاری" کا استعمال مروج نہیں ہے۔ تسلیم نے ضرورت شعری کی وجہ سے استعمال کیا ہو تو ہے۔ ایسی شاذ مثالیں سند نہیں بن سکتیں۔ اس طرح کے الفاظ کی طویل فہرست تیار کی جا سکتی ہے۔ صرف "الف" کے ذیل میں کم از کم ۳۰ لفظ ہیں جن کی توضیح مشکوک ہے۔

لغت کے اندراجات بہت احتیاط چاہتے ہیں جس سے شاید صرف نظر کیا گیا ہے۔ مثلاً پہلا اندراج کہیں اردو تلفظ کے مطابق دیا گیا ہے کہیں لغت کے مطابق۔ اکثر اعراب نہیں دئے گئے جو ایسی لغت کے لیے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ وغیرہ علاوہ ازیں اس میں "تعرفات اردو" کے ساتھ "تعرفات کاتب" بھی شامل ہیں۔

تاہم یہ وضیر مسود چین کا یہ کہنا صحیح ہے کہ "اگر تالیف ہذا کسی دوسرے علمی سرچشمے کو اس دشت کی پیائی کے لیے برانگیختہ کر سکی تو میں یقیناً سمجھوں گا کہ میر صاحب! کارے کردی!"

مالک انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ پرنٹر نصیر الدین قریشی نے مسلم ایجوکیشنل پریس علی گڑھ میں چھپا یا اور پبلشر نذر حسین نے دفتر مرکزی انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڑھ سے شائع کیا۔